پاکستان | PAKISTAN

USCIRF– RECOMMENDED FOR COUNTRIES OF PARTICULAR CONCERN (CPC)

عالمی مذہبی آزادی کے بارے میں امریکی کمیشن (USCIRF) امریکہ کی وفاق حکومت کا ایک خود مختار اور دو فریقی ادارہ ہے اور اس کا کام بیرون ملک مذہبی آزادی یا عقیدے سے متعلق حقوق پر نظر رکھنا ہے۔ بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ 1998 (IRFA) کے تحت تشکیل کردہ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) بیرونی ممالک میں عقائد یا مذہبی آزادی سے متعلق خلاف ورزیوں کو مانیٹر کرنے کے لیے بین الاقوامی معیارات استعمال کرنے کے علاوہ صدر، وزیر داخلہ اور کانگریس کو حکمت عملی کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) امریکہ کے محکمہ داخلہ سے الگ تھلگ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ایک ادارہ ہے۔ 2021 کی سالانہ رپورٹ کمشنروں اور پیشہ ور عملہ کی طرف سے سال بھر کی کوششوں کے ذریعے بنیادی سطح پر موجود خرابیوں کی نشاندہی کرنے اور امریکی حکومت کو حکمت عملی سے متعلق آزادانہ سفارشات پیش کرتے ہوئے اس معاملہ کو نقطہ عروج پر پہنچاتی ہے۔ سال 2021 کی سالانہ رپورٹ جنوری 2020 سے لیکر دسمبر 2020 تک کے عرصہ کا احاطہ کرتی ہے تاہم اس میں اس عرصہ کے بعد یا اس سے قبل رونما ہونے والے چند ایک نمایاں واقعات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کے بارے میں مزید معلومات کے لیے یہاں پران کی ویب سائیٹ ملاحظہ فرمائیں یا یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کے ساتھ اس نمبر پر براہ راست رابطہ فرمائیں 202-523-3240۔

اہم نتائج

سال 2020 میں پورے پاکستان میں مذہبی آزادی کا رجحان مسلسل منفی رہا ہے۔ حکومت نے توہین مذہب اور احمدیہ مخالف قوانین کو منظم طریقے سے نافذ کیا ہے اور وہ غیر جمہوری قُوتوں کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں سے مذہبی اقلیتوں کو بچانے میں ناکام رہی ہے۔ احمدیوں، شیعہ مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں سمیت مذہبی اقلیتوں کو چن کر قتل کرنے والے توہین مذہب کے واقعات، زبردستی مذہب تبدیل کروانے اور نفرت انگیز تقاریر میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کا بہتر اندازہ احمدیہ برادری کے ساتھ سلوک کے بارے میں منشور سے کیا جاتا ہے جنہیں بطور مسلمان اپنے عقائد اور خود شناسی کے حوالے سے سخت سرکاری اور معاشرتی ظلم و ستم کا سامنا رہا ہے۔ اس سال احمدیوں کی ٹارگٹ کلنگ میں اضافہ ہوا ہے۔ جولائی اور نومبر کے درمیان پانچ احمدیوں کو قتل کر دیاکیا گیا تھا جن میں ایک 57 سالہ طاہر نسیم، جو کہ ایک امریکی شہری ہے، بھی شامل ہے جس پر توہین رسالت کاالزام لگایا گیا تھا اور اس کو جولائی کے دوران کمرہ عدالت میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا تھا۔

حکومت نے مئی کے مہینے میں سپریم کورٹ کے 2014 کے ایک فیصلے کے تحت درکار قومی اقلیتی کمیشن (این ایم سی) تشکیل دیا تاہم احمدیوں کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان کی ممکنہ شمولیت سے متعلق مباحثوں کے دوران پاکستان کے مذہبی اور بین المذاہب ہم آہنگی کے امور کے وزیر نور الحق قادری نے کھلے انداز میں کہا،"جو کوئی [احمدیوں] کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے یا ہمدردی کا اظہار کرتا ہے وہ نہ تو اسلام اور نہ ہی ریاست پاکستان کا وفادار ہے۔" حکومت نے احمدیوں اور دیگر مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت اور عدم رواداری کے حوالے سے قادری یا دیگر عہدیداروں کے بیانات پر توجہ نہیں دی۔

مذہبی حوالے سے پاکستان کی طرف سے امتیازی نوعیت کی قانون سازی نے جیسا کہ توہین رسالت اور احمدیہ مخالف قوانین ہیں جن کو ذرائع ابلاغ کے نئے اصولوں کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں بے پناہ کردار ادا کیا ہے اور اس نے مذہبی اقلیتوں کے لئے عدم رواداری کی ایک ایسی مجموعی فضا کو فروغ دیا ہےجو کہ اکثراوقات تشدد اور امتیازی سلوک کا باعث بنتی ہے۔ صرف اگست کے مہینے میں 40 سے زیادہ توہین رسالت سے متعلق ابتدائی رپورٹیں (ایف آئی آر) درج کی گئیں ہیں جن میں محرم کے مہینے میں زیادہ تر شیعہ اقلیتوں کونشانہ بنایا گیا تھا۔

دیگر مذہبی جماعتوں کو بھی توہین رسالت کے الزامات کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ستمبر کے مہینے تک مبینہ طور پر 25 عیسائی افراد کو جن میں سات موت کی سزا پر تھے توہین مذہب کے الزام میں پاکستان میں جیل بھیج دیا گیا تھا۔ ان میں گارمنٹس فیکٹری کا ایک 37 سالہ عیسائی کارکن آصف پرویزبھی شامل ہے جسے ستمبر میں لاہور کی ایک عدالت نے سزائے موت سنائی تھی۔

اغواہ، جبری طور پر اسلام قبول کروانے، عصمت دری اور جبری شادی کا معاملہ ہندو اور عیسائی مذہب کی اقلیتی خواتین اور بچوں کے لیےخاص طور پر ایک فوری خطرہ رہا ہے۔ 2020 کے دوران یو ایس سی آئی آر ایف نے جبری شادیوں کے واقعات کی ایک دستاویز تیار کی ہے جن میں نصف سے زیادہ نابالغ افراد شامل ہیں۔ حکومت کی طرف سے نابالغ لڑکیوں کی حفاظت کو یقینی بنانے اور انہیں اہل خانہ کو واپس کرنے کے لئے بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ اغواء کے معاملات جو کہ عدالتوں میں لائے جاتے ہیں ان پر حکام اکثر کوئی کارروائی نہیں کرتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ متاثرین نے خوشی سے اسلام قبول کیا ہے۔ مذہب کی جبری تبدیلیوں سے متعلق پارلیمانی کمیٹی کے سربراہ سنیٹر انوارالحق کاکڑ نے دعویٰ کیا ہے کہ جبری طور پر مذہب کی تبدیلی کے بیشتر معاملات میں "لڑکی کی طرف سے کچھ حد تک رضا مندی شامل ہوتی ہے۔" پاکستانی عدالتیں متاثرین کو تحفظ اور انصاف فراہم کرنے میں منظم طور پر ناکام رہی ہیں کیونکہ وہ اکثر گواہی دینے پر مجبور ہوجاتی ہیں کہ انہوں نے اپنے اور اپنے اہل خانہ کو

مزید نقصان سے بچانے کے لئے رضاکارانہ طور پر تبدیل مذہب تبدیل کیا ہے۔ اپریل میں عیسائی اسکول کی ایک 14 سالہ طالبہ مائرہ شہباز کو گن پوائنٹ پر اغوا کیا گیا تھا۔ مائرہ کی طرف سے پولیس کو یہ بتانے کے باوجود کہ اس کو نشہ آور دوا دی گئی تھی، اس کی عصمت ریزی کی گئی اور بعد میں اس کو کاغذات پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اس کے اغواء کار نے بعد ازاں الزام لگایا کہ وہ 19 سال کی تھی اور اس نے اپنی رضامندی سے شادی کی ہے اور مذہب تبدیل کیا ہے، عدالت نے حکم جاری کیا کہ اس کو اس کے اغواء کار کے حوالے کر دیا جائے۔

امریکی حکومت کو سفارشات

- پاکستان کو مذہبی آزادی کے سلسلہ میں منظم، مسلسل اور انتہائی ناپسندیدہ خلاف ورزیوں کی بنیاد پر جیسا کہ بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ (IRFA) میں واضح کیا گیا ہے، "خصوصی تشویش کا حامل ملک" یا سی پی سی قرار دیا جائے، اور نامزد قرار دیئے جانے کے عمل کے نتیجے میں انتظامیہ کو بصورت دیگر قانونی طور پر فیصلہ کرنے کی پابندی سے آزاد کیا جائے؛
- آئی آر ایف اے (IRFA) کی سیکشن 405 (سی) کے تحت حکومت پاکستان کے ساتھ ایک واجب التعمیل معاہدہ کیا جائے تا کہ بشمول حسب ذیل کے، واضح اہداف کے ساتھ ، لیکن ان تک محدود نہ رہتے ہوئے مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں کے سد باب کی حوصلہ افزائی کی جائے:
    - مذہب یا عقیدے کی وجہ سے جیل میں ڈالے گئےتوعین رسالت کے قیدیوں اور دیگر افراد کو رہا کیا جائے؛
    - توعین رسالت اور احمدی مخالف قوانین کو منسوخ کر دیا جائے اور جب تک تنسیخ کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا، توعین رسالت کو قابل ضمانت جرم بنانے کے لیے اصلاحات کا قانون بنایا جائے، الزام عائد کرنے والوں سے شہادت طلب کی جائے، تجربہ کار پولیس اہلکاروں کے ذریعے تفتیش کو یقینی بنایا جائے، احکام کو بے بنیاد الزامات مسترد کرنے کا اختیار دیا جائے اورموجودہ ضابطہ فوجداری کی ان دفعات کا اطلاق کیا جائے جو دروغ حلفی اور جھوٹے الزامات کو جرم ٹھہراتی ہیں؛
    - آزادی اظہار کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے حملوں سے قبل کے انتہا پسندانہ بیانیے کا سد باب کیا جائے۔
    - وہ افراد جو ہوشیاری کے ساتھ تشدد، ٹارگٹ کلنگ، مذہب کی جبری تبدیلی اور دیگر نفرت انگیز جرائم کو ہوا دیتے ہیں انہیں جوابدہ ٹھہرایا جائے۔
    - عوام کے تعلیمی نصاب کی کتب، تعلیمی نصاب اور اساتذہ کے تربیتی مواد میں اصلاحات کو یقینی بنانے کے لیے مندرجات شامل کیے جائیں اور مذہبی اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہ رکھا جائے۔
    - شناختی دستاویزات سے مذہب سے متعلق شخصی شناخت کو نکال دیا جائے۔
- مذہبی آزادی کی شدید خلاف ورزیوں کے ذمہ دارحکومت پاکستان کے اداروں اوراہلکاروں پر پابندیاں لگائیں اورایسے افراد کے اثاثہ جات منجمند کر دیں اور/یا انسانی حقوق سے متعلق مالی اورویزا کے اختیار کے تحت مخصوص مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے امریکہ میں ان کے داخلے پر پابندی عائد کر دیں۔

امریکی کانگریس کو یہ کرنا چاہئے:

- پاکستان میں ضمیر کے مذہبی قیدیوں بشمول جنید حفیظ، رمضان بی بی، شفقت ایمینوئیل اور شگفتہ کوثر کی رہائی کی حمایت کرے۔

یو ایس سی آئی آر ایف کے بنیادی وسائل اور سرگرمیاں

- *حکمت عملی کی تازہ صورتحال* آئی آر ایف اے کے واجب التعمیل معاہدے کی پیروی کرنا
- *سماعت:* توہین رسالت کے قوانین اور بین الاقوامی مذہبی آزادی کی خلاف ورزی
- ضمیر کے مذہبی قیدیوں کے پروجیکٹ کو *اپنانا:* رمضان بی بی

پس منظر

پاکستان کی آبادی 96.28 فی صد مسلمانوں (90-85 فی صد سنی، 15-10 فی صد شیعہ اور 0.22 فی صد احمدیوں جبکہ ہندوؤں کی قدرے کم آبادی (1.6 فی صد)؛ عیسائیوں کی (1.59 فی صد)؛ اور سکھوں، بدھ مت، بھائی اور آتش پرستوں/پارسیز(1 فی صد) افراد پر مشتمل ہے۔ پاکستان 1956 میں اسلامی جمہوریہ کے طور پر، اسلام کی خصوصی حیثیت کے ساتھ قائم کیا گیا تھا (مثال کے طور پر صرف مسلمان ہی بطور صدر اور پرائم منسٹر خدمت انجام دے سکتا ہے)۔ پاکستان کا دستور مذہبی بنیادوں پر برائے نام طور پر امتیازی سلوک کے ذریعے مذہبی آزادی کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور مذہب پرعمل پیرا ہونے اورمذہبی تعلیم تک دسترس حاصل کرنے کے حق کی اجازت دیتا ہے۔ دستور کے تحت قومی اسمبلی میں مذہبی اقلیتوں کے لیے 10، سینٹ میں 4 جبکہ صوبائی اسمبلیوں میں 23 نشستیں مختص کی گئی ہیں۔ تاہم 1974 میں دستور میں کی گئی دوسری ترمیم احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتی ہے اور انہیں نمائندگی کے حق سے روکتی ہے۔

توہین رسالت کے قوانین:

پاکستان کےضابطہ فوجداری کی سیکشنز 295 اور 298 کسی بھی ایسے عمل یا تقریر کو جو کسی مذہب، مذہبی عقیدے کی توہین کرتا ہو یا قرآن، رسالت مآب حضرت محمدﷺ، عبادت کرنے کی جگہ یا مذہبی علامات کی بے حرمتی کرتا ہو کو مجرمانہ فعل قرار دیتی ہیں۔ یہ مبہم دفعات اکثر اوقات ان احمدیوں، شیعہ مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر افراد کے خلاف جو اسلام کی اکثریتی سنی تعبیر پر عمل نہیں کرتے جھوٹے الزامات عائد کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ قانون میں بشمول موت کی سزا کے سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اگرچہ چند ایک افراد کو سزائے موت سنائی جا چکی ہے لیکن پاکستان نے توہین رسالت کے جرم میں کسی کو پھانسی نہیں دی گئی۔ یو ایس سی آئی آر ایف کی ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ توہین رسالت کے ان قوانین کے نفاذ نے پاکستان کو توہین مذہب سے متعلق مقدمات چلانے اور 2014 تا 2018 کے درمیان معاشرتی تشدد کے حوالہ سے دنیا کا بدترین مجرم بنا دیا ہے۔

2020 میں توہین مذہب کے الزام میں قید کردہ چند ایک افراد کو بری کردیا گیا ہے: ایک عیسائی ساون مسیح کو 2014 میں سزائے موت سنائی گئی تھی اور اس کو لاہور ہائیکورٹ نے اکتوبر 2020 میں بری کردیا تھا۔ مئی 2019 میں ایک ہندو ویٹرنری سرجن رمیش کمار ملیہی، جس پر جانوروں کے لیے قرآنی آیات والے کاغذ میں لپیٹ کر دوائی فراہم کرنے کا الزام تھا، کو مارچ 2020 میں ٹرائل کورٹ کی طرف سے بری کردیا گیا تھا۔ توہین رسالت کے الزامات سامنے آنے کے بعد ملیہی کی پریکٹس کو نظر آتش کردیا گیا تھا؛ وہ موت کی مسلسل دھمکیوں کے سبب متواتر روپوش رہتا ہے۔

پنجاب اسمبلی نے جولائی میں پروٹیکشن آف فاؤنڈیشن آف اسلام بل منظور کیا جس کے تحت افواج پاکستان کے انٹر سروسز پبلک ریلیشنز، میڈیا اور تعلقات عامہ کے شعبے کو اسلام مخالف تصور کیے جانے والے کسی بھی ادب کو سنسر کرنے اور نگرانی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

عدم برداشت اور نفرت انگیز تقاریر میں اضافہ

بااثر سنی اسلام پسند انتہا پسندوں اور گروہوں نے لوگوں کو متحرک انداز میں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور عوامی خطبات کے ذریعے مذہبی اقلیتوں کے خلاف پرتشدد کاروائیوں کی طرف مائل کیا ہے۔ اس طرح کے انتہا پسند گروہوں نے پاکستان میں شیعہ مسلمانوں پر کورونا وائرس لانے کا الزام لگایا ہے اور اسے "شیعہ وائرس"قرار دیا ہے پاکستان میں حکومت اور میڈیا کے ذریعے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ وائرس ایران سے واپس آنے والے زائرین کے ذریعے آیا ہے۔ نفرت انگیز تقریروں کے سد باب اور مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے میں حکومت کی ناکامی نے ہجوم کی سطح پر تشدد کی کاروائیوں کو فروغ دیا ہے۔ کراچی میں ستمبر کے مہینے میں جب سنی شدت پسندوں نے شیعہ مخالف مظاہروں کی قیادت تو ایک ہجوم نےکوہاٹ ٹیکنیکل یونیورسٹی کے ایک شیعہ طالب علم کو قتل کرنے کے بعد چارسدہ میں ایک بزرگ کو نشانہ بنایا۔

عبادت گاہوں پر حملے

اپنے مذہبی مقامات کے بارے میں پاکستان کےہندؤں اور سکھ برادریوں کو بھی امتیازی سلوک اور بے حرمتی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ 2020 میں انتہا پسندوں کے ہجوم نے پانچ ہندؤں اور سکھ مندروں میں توڑ پھوڑ کی ہے۔ جولائی میں حکومت نے سخت گیر اسلامی علماء اور سیاست دانوں کے دباؤ کی وجہ سے اسلام آباد کے ہندو مندر کی تعمیرات بھی روک دی تھی جن کا مؤقف تھا کہ ریاستی خزانہ مختص کرنے سے ملک کا اسلامی تشخص پامال ہو گا۔ حکومت نے مذہبی رواداری اور اعتقاد کی آزادی کی حمایت میں بنیاد پرست اسلام پسند بیانیے کی کھلے عام مخالف نہیں کی۔

احمدی مخالف قوانین

احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئین کی دوسری ترمیم کے علاوہ تعزیرات پاکستان کی آرٹیکلز 298 (بی) اور 298 (سی) میں احمدیوں کو جو خود کو مسلمان تصور کرتے ہیں بطور مسلمان اپنا تعارف کروانے سے منع کرتی ہیں۔ وہ بنیادی شہری حقوق، جیسا کہ ووٹ کا حق ہے، حاصل کرنے کے لئے قسم کھاتے ہوئے ایک اعلامیے پر دستخط کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ احمدیوں کے لئے اپنے عقیدے کا اعتراف کرنا جرمانے، قید یا موت کی سزا کی صورت میں ہے۔ انہیں قرآن یا حدیث کا حوالہ دینے؛ قرآنی آیات کی نمائش کرنے؛ اپنے عقیدے کی ترویج کرنے؛ اپنے عقیدے سے متعلق مواد کی طباعت یا اس کے حصول؛ یا اپنی عبادت گاہوں کو "مساجد" کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

امریکہ کی بنیادی پالیسی

فروری 2020 میں قطر کے شہر دوحہ میں ہونے والے امریکہ طالبان امن معاہدے میں پاکستان نے ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت کے صدر ڈونلڈ جے ٹرمپ نے علاقے میں امریکی سلامتی کے مفادات خصوصاً افغان امن عمل اور افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلا کے ساتھ خطے میں پاکستان کی اہمیت پر زور دیتے رہے تھے۔ اس وقت کی پرنسپل ڈپٹی اسسٹنٹ سکریٹری برائے مملکت برائے جنوبی و وسطی ایشیائی امور ایلس ویلز نے جنوری میں اسلام آباد کا دورہ کیا تھا تاکہ افغانستان میں قیام امن اور علاقائی استحکام میں پاکستان کے تعاون کی روشنی میں بڑھتے ہوئے دو طرفہ تعلقات پر تبادلہ خیال کیا جاسکے۔ 2020 میں پاکستان کے لیے امریکہ کی طرف سے کل 299 ملین ڈالر کی امداد کا تخمینہ لگایا گیا تھا جو کہ 2019 کے 766 ملین ڈالر کی نسبت نمایاں طور پر کم ہے۔

اپریل میں کورونا وائرس وبائی امراض کے دوران اس وقت کے سفیر برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی سموئیل ڈی براؤن بیک نے پاکستان میں ضمیر کے مذہبی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا۔ جون میں انہوں نے شیعہ مخالف جذبات سے متعلق تشویش کا اظہار کیا تھا۔ جولائی میں طاہر نسیم کے قتل کے بعد امریکی محکمہ خارجہ نے پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنے توہین رسالت کے قانون اور عدالتی نظام میں اصلاحات لائے۔ اگست میں اس وقت کے سیکرٹری خارجہ مائیکل آر پومپیو نے پاکستان کے یوم آزادی کے دن پر ایک بیان جاری کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ امریکہ بنیادی آزادی کو فروغ دینے کے لئے پاکستان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا منتظر ہے۔ دسمبر میں محکمہ داخلہ نے پاکستان کوآئی آر ایف کے تحت ازسر نو سی پی سی نامزد کر دیا لیکن ایک بار پھر کسی بھی طرح کی متعلقہ پابندیوں کے بارے میں دستبرداری کا حکم نامہ جاری کر دیا جو کہ "امریکہ کے اہم قومی مفاد میں ضروری تھا"۔